

از ارشادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

دعوتِ عبدیتِ حق

ضبط و ترتیب: ادارۃ الحق

رسول کریم کی اطاعت و محبت

(یہ تقریر روشن خان محمد خان ٹوبیکو کمپنی نواں کلي (صوابی) کے اجتماع سیرت میں کی گئی۔ ادارہ)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ - قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنَّا رَحْمَةُ مَحْمُودَاتٍ - حضورؐ نے فرمایا میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا رحمت ہوں۔ محترم بزرگو! اس مجلس کا انعقاد سردار دو جہاں حضور اقدسؐ کی سیرت کے متعلق ہے۔ سیرت کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ اگر عمر بھر اس کے کسی ایک پہلو کو بیان کیا جائے تو ناممکن ہے، کجا کہ مجھ جیسے ناقص العلم اسے پورا بیان کر سکیں۔ حضورؐ کی شان تو یہ ہے کہ بعد از خدا بزرگ تو فی قصہ مختصر۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے کسی نے حضورؐ کے اخلاق کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے مختصراً جواب دیا: وَكَانَ خُلُقَهُ الْقُرْآنَ - کہ حضورؐ کے اخلاق قرآن کریم ہی تو تھے۔ احمد سے والناس تک قرآن کریم کو پڑھئے سیکھئے سمجھئے، یہ سب حضور اقدسؐ کے اخلاق و عادات کی تفصیل ہے۔ تو حضورؐ کی سیرت کے لئے قرآن کا مطالعہ کیجئے۔ تمام بھلائی اور خوبی جو اس میں ہے وہ حضورؐ کی سیرت میں عملی طور پر پائی جاتی ہے۔ پھر قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کے عجائب اور اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اس طرح حضورؐ کی سیرت مبارکہ کی تفصیلات اور عجائبات بھی ختم نہیں ہو سکیں گے۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جسم عطا فرمایا۔ اس کے لئے دو قسم کی روشنیوں کی ضرورت ہے۔ ایک۔ تو آنکھوں کی روشنی جسے ہم بصارت کہتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ راستہ پر چلتے ہیں۔ کانٹے اور دیگر اذیت والی چیزیں دیکھتے ہیں۔ اس طرح نفع کی چیزیں معلوم کرتے ہیں۔ ظاہری حسن و قبح کا فرق اس کے ذریعہ ہوتا ہے۔ جسم کی زندگی کی بصارت بنیائی پر موقوف ہے۔ اندھا بیچارہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ مگر قوت بصارت ایک خارجی اور بیرونی روشنی کی محتاج ہے۔ اگر رات کو روشنی نہ ہو دن کو آفتاب

دعواتِ عبدیتِ حق

نہ ہو تو اس بینائی سے کچھ کام نہیں ہو سکتا۔ ٹکریں مارتے پھریں یہ آنکھیں اس خارجی روشنی کے بغیر
منزلِ مقصود تک نہیں پہنچا سکیں گی۔ بلکہ تباہی کی طرف بے جاٹیں گی۔ غرض جسم کی بیرونی ترقی اور بقا
کے لئے روشنی کی ضرورت تھی، تو خدا نے جو رب ہے، اور آہستہ آہستہ تدریجاً تدریجاً ہر شے
کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کے لئے چاند ستارے آفتاب وغیرہ پیدا کئے۔ موم بتی کی روشنی
اس سے زیادہ چراغ کی اس سے زیادہ بجلی اور چاند اور سب سے زیادہ آفتاب کی۔ اس طرح انسان
کی روحانی ترقی اور معنوی بقا و حفاظت کے لئے اندرونی روشنی انسان کو دی جسے عقل، فکر اور
فہم کہا جاتا ہے۔ مگر جس طرح جسمانی روشنی خدا نے متفاوت پیدا کی ہے۔ اس طرح خدا نے ہر انسان
کو عقل اور فہم متفاوت دی۔ کسی کو زیادہ کسی کو کم۔ اور جس طرح آنکھیں خارجی روشنی کے بغیر بیکار ہیں۔
اس طرح اس بصیرت باطنی اور عقل و فہم کے لئے ایک بیرونی روشنی کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی
شخص افلاطون، ارسطو، فیثاغورث، اور جالینوس بن جائے۔ ان سے بھی بڑا عقلمند بن جائے۔
مگر جب تک خدا کی پیدا کردہ اس خارجی روشنی سے فائدہ نہ لے۔ تو اس کا عقل و فکر اندھیروں میں
بھٹکتا رہے گا۔ اور منزل تک کبھی نہ پہنچا سکے گا۔ بلکہ کسی تباہی کے گڑھے میں گر کر ہلاکت کا باعث بن
جائے گا۔ یہ بیرونی روشنی نورت اور وحی الہی کی روشنی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اس روشنی کے حامل
ہیں۔ خدا نے اس روشنی کے لئے انبیاء کو بھیجا۔ پھر جس طرح ظاہری روشنیاں متفاوت تھیں کئی موم بتی
اور چراغ کی مانند ہے۔ کئی تاروں کے برابر کوئی چاند کی شکل میں۔ ہمارے حضور خاتم النبیین ہیں۔ تو ان کی
مثال آفتاب کی طرح ہے۔ شاگردوں اور امتوں کی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے اساتذہ اور انبیاء
بھیجے گئے۔ حضور کو آفتاب بنا کر بھیجا کہ حضور اقدس کا دور علم کے انتہائی عروج اور ترقی کا زمانہ تھا۔
ہر شیخیرِ زندہ ہے۔ مگر تمام انبیاء کا سرور اور وہ نور ہے، جو روشنی میں بھی سب سے بڑھ کر ہے اور جو
آفتاب موجود ہو تو چھوٹی روشنیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نہ کوئی دن کی روشنی میں بجلی یا چراغ جلاتا ہے۔
اب اگر شیخیر کی ہدایات کی روشنی میں ہماری زندگی گزرے گی۔ تب ہمارا یہ عقل، یہ سیاست، یہ علم،
یہ سائنس اور یہ نظام کام دے گا۔ اور ہماری کامیابی کا باعث ہو گا۔ یہ روشنی جو یہاں جل رہی ہے۔
اس کا نام بلب ہے۔ اور یہ روشنی ایک پاور ہاؤس سے آتی ہے۔ جو مالاکندہ اور دسک میں موجود
ہے۔ اگر اس بلب کا رابطہ اپنے پاور ہاؤس سے کٹ جائے یا فیوز ہو جائے تو روشن نہ ہو گا۔ بلکہ
سیاہ اور تاریک ہو جائے گا۔ پھر اس بلب تک دو تار لگے ہیں، ایک سرد اور ایک گرم اور دونوں
ذریعہ رابطہ قائم ہے پاور ہاؤس سے، اگر ان تاروں میں سے ایک، بھی کاٹ دیں تو یہ بلب روشن

نہ ہو سکے گا۔ رابطہ قائم ہو اور فیوز نہ ہو تو یہ کام نہ ہو گا۔ یہ میدان بھی روشن ہو گا۔۔۔ یہی حال ہمارے دل کا ہے اور اسے بھی خدا نے بلب کی شکل کا بنایا ہے۔ اس میں ایمان اور یقین کی روشنی تب آنے لگی کہ رابطہ ہو اس کا پاؤں پاؤں سے۔ یہ پاؤں پاؤں مدینہ طیبہ ہے۔ اور حضور اقدس کا گنبد خضراء ہے جس نے اپنے دل کو اس مرکز ہدایت اور نور کے سرچشمہ سے منور کیا اس کا نام بن گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق۔ اس کا نام بن گیا حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔ حضرت خالد بن ولید یہ روشنی حضور کی شکل میں اب بھی زندہ اور موجود ہے۔ خدا کے دینے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لینے والا نہیں۔ قلوب اندر سے فیوز ہیں۔ تاریک ہیں۔ کیونکہ رابطہ ٹھیک نہیں اور جب دل تاریک تو سارا جسم اور سارا حول تاریک ہے۔ کیونکہ سارا مدار دل ہی پر تو ہے۔ الا ان فی الجسد مصغرة اذا ملحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهي القلب۔ جسم میں ایک ٹکڑا ہے جو صحیح ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ فاسد ہو تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے۔ پھر حسب طرح بلب کی روشنی و دتاروں پر موقوف ہے۔ اور ہر ایک کی خاصیت الگ الگ ہے۔ اگر یہ تاریک ٹھیک نہ ہو تو تہاڑی سائیس نہ چلے گی۔ اس طرح حضور کے ساتھ رابطہ کے بھی دتار ہیں۔ ایک حضور کی محبت دوسری حضور کی اطاعت۔ ان میں سے ایک یعنی محبت گرم تار ہے۔ اور اطاعت سرد۔ محبت اتنی ہو کہ اپنی عزت مال و تابروا و جان سے بھی زیادہ۔۔۔ حضور نے فرمایا: لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔۔۔ تم میں سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک مجھے اپنے باپ بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

دوسرا تار اطاعت اور فرمانبرداری کا ہے۔ اس میں ادب ہوتا ہے۔ جذبات کو چھوڑ کر خواہشات کو چھوڑ کر حضور کی اطاعت اور تابعداری کرنی پڑے گی۔ یہ رابطہ تب صحیح ہو گا کہ خدا نے حضور کو جن احکام کیساتھ بھیجا ہے۔ ان کے مطابق زندگی صرف ہو۔ ان احکام میں تجارت کے احکام بھی ہیں۔ ملازمت و معاشرت کے بھی گھر بار مزدور و آقا کے احکام بھی موجود ہیں۔ غربت اور فقری اور سلطنت اور حکومت کے طریقے بھی ہیں۔ غزوہ خندق میں حضور چھاؤں ڈال کر اپنے ہاتھوں سے خندق کھود رہے ہیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ پیٹ مبارک سے کپڑا سرک گیا تو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ آقا ساتھیوں کو خدا کی راہ میں مشغول دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ اور زبان مبارک پر یہ رجزیہ کلمات ہیں: اللہم لا تعیش الا عیش الآخرة

فاغیر الانصار والمہاجرۃ۔ دنیا کی خوشی کوئی خوشی نہیں۔ تارون اور مردِ عتبی دولت ہو تو کیا فائدہ؟ سب کچھ رہ جاتا ہے۔ اس موجودہ دنیا میں سینکڑوں مثالیں دیکھئے۔ آج تخت پر ہے تو کل تختہ پر۔ حضورؐ نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی آخرت کی۔ جو تنخواہ کے مزدور نہ تھے۔ اللہ کے مزدور تھے۔ مگر جس نے خداوندِ کریم کی خوشخبری دی کسے لئے کام کیا۔ دنیا کے تاج و تخت بھی اس کے قدم چومتے ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر خوشخبری سنائی۔ پھاڑا جب مارا تو روشنی نکلی اور اس میں قیصر و کسریٰ اور صغارِ بین کے بنگلے نظر آئے۔ حضورؐ نے صحابہؓ کو بشارت سنائی کہ یہ سب کچھ تمہارے قدموں میں ہوگا۔ مگر فرمایا کہ اے اللہ عیش صرف آخرت کی عیش ہے۔ یہ سب دنیا تو فانی ہوگی۔ آخرت کی عیش کو اہم مقصود بنا دینا اس دنیا میں ہمارے جسم سمیت جو کچھ بھی ہے۔ نہ ابتداء میں تھا۔ اور نہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ حضرت علیؓ مسلمانوں کے خلیفہ رابع اور حضورؐ کے داماد فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص پیشاب کے دو قطروں سے پیشاب کے دو راستوں کے فدیہ پیدا ہوا، زندگی بھر ہر حال میں اس کے پیٹ اور بدن کے اندر نجاست اور غلاظت موجود ہو۔ ہر وقت نجاست کو لئے پھرتا ہے۔ اور مرنے کے بعد گلے سرکہ کیڑوں کی خوراک بن جاتا ہے۔ بدبو دار ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص اپنے آپ پر کیوں غور کرے۔ ہم کیا ہیں!۔۔۔ یہ خدا کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا ہے۔ نعمتِ محسن سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محسن ہیں تو اس کے احسانات کو تو مانو دل سے پھر زبان سے کھانا کھاؤ تو بسم اللہ کہو۔ فارغ ہو جاؤ تو الحمد للہ کہو۔ اور اس کھانے سے جو تقویت ملے، اُسے خدا کی بندگی کا فدیہ بنا دو۔ یہ ہے شکر۔ اب تو زبان سے بھی اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ غرض حضورؐ نے شکر اور بندگی کے تمام طور طریقے بتلائے۔ حضورؐ اسلام اور مسلمانوں کے لئے پاؤں ہاؤس ہیں۔ اور آج بھی گنبدِ خضراء میں تمام کمالات اور صفات کے ساتھ موجود ہیں۔ وہاں سے روشنی ہمارے دلوں میں اور ہمارے اعمال میں تب پیدا ہوگی۔ کہ اپنا رابطہ ٹھیک کر لیں۔ آج جو تمام دنیا میں اندھیرا ہے۔ اور مسلمان بھی اس میں بھٹک کر ذلت و خواری کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دونوں تاروں کو کاٹ دیا ہے۔ اطاعت کا تار بھی اور محبت کا بھی۔ اگر محبت اور اطاعت کا دعویٰ ہے تو صرف نام رہ گیا ہے۔ محبت جس میں اطاعت نہ ہو کسی کام کی نہیں۔ دراصل عداوت ہے۔ اور صرف قانونی اور رسمی اطاعت، کہ محبت نہ ہو وہ بھی باعثِ نجات نہیں۔ یہی بچوں سے ہماری محبت ہے تو سفر و حضر میں رات دن ایک کر کے ان کے آرام اور راحت کے لئے کمانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ خواہ حلال ہو یا حرام کسی تکلیف اور مصیبت کی پرواہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کے

ساتھ قلبی رابطہ ہے محبت ہے۔ ان سے کسی بدے کی توقع نہیں، نہ کسی خیر اور نفع کا لالچ ہے۔
 کہ نظری محبت ہے، ان کے ساتھ اگر حضور کے ساتھ حقیقی اور صحیح محبت آجائے تو تابعداری اور
 اطاعت کے لئے نہ تبلیغ کی ضرورت ہوگی نہ تعلیم و تلقین کی، خود بخود اطاعت آئے گی۔ ہر بات
 ہر عمل اور عادت میں محبوب کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ ہمارے پنجم نے ڈاڑھی رکھی۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟
 کہا کہ مجھے دنیا میں جس انسان کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی، وہ میرا باپ تھا۔ چونکہ اس
 نے ڈاڑھی رکھی تھی تو میں نے بھی رکھی۔ پھر محبت میں مصلحت اور حکمت تلاش نہیں کی جاتی۔ کہ
 کیوں ایسا کروں؟ کیا فائدہ ہے؟ اور کیا فلسفہ ہے اس میں؟ جب محبت ہوگی تو اطاعت
 لازمی ہے۔ وہ محبت نہیں بھوٹا دعویٰ ہے۔ آج محبت نہیں رہی تو اطاعت بھی چلی گئی، نتیجہ کیا
 نکلا؟ آج ہم سرنگوں ہیں۔ مسلمانوں کے دل زخمی ہیں کہ کروڑوں مسلمان ۲۲ لاکھ یہودیوں سے شکست
 کھا گئے۔ یہ ابو عبیدہ، عمرو بن العاص اور سعد بن ابی وقاص جنہوں نے مصر و عراق اور ایران و شام
 فتح کیا۔ وجہ کیا تھی؟ حضرت عمرؓ فاتح بیت المقدس کی کیا حالت تھی؟ دولت و حکومت سب پاس
 ہے۔ مگر کرتے کیا ہیں۔ آٹھ آٹھ پوند کپڑوں میں لگے ہوئے تھے۔ پوچھا گیا کیا خزانہ میں گنجائش نہیں؟
 فرمایا نہیں۔ میں نے اپنے آقا کو دیکھا کہ بحرین سے ایک لاکھ کی دولت آئی۔ مگر اپنے افطار کے
 لئے بھی کچھ نہ چھوڑا۔ کیا یہ حضرات بلد نگیں نہیں بنا سکتے تھے؟ جس رات حضورؐ دنیا سے تشریف
 لے گئے۔ تو چراغ کا تیل ادھا رہا گیا تھا۔ حضورؐ علیہ السلام کے گھر کی یہ حالت تھی کہ نابالغ آدمی
 ہوتا تو پھت سے سر لگتا۔ ظاہری یہ حالت تھی اس کمرے کی کہ جہاں حضورؐ اقدسؐ کا جسدِ اطہر اب
 بھی موجود ہے۔ اور جو عرش سے بھی افضل ہے۔ عرش اس پر کرتا ہے۔ حضورؐ نے اسوہ پیش کیا
 کہ قومی دولت کو ذاتی منافع میں نہ لگاؤ۔ حضرت عمرؓ بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہو رہے ہیں۔ غلام
 اور ان کا ایک ہی اونٹ ہے سواری کے لئے۔ باری باری اس پر سفر کرتے ہیں۔ بیت المقدس پہنچتے
 وقت غلام کی باری تھی اسی کو بٹھایا اور خود ہمارے پکڑے ہوئے ہیں۔ یہود اور نصاریٰ غلام کو امیر المومنین
 سمجھے۔ اور آج ہماری حالت کیا ہے؟ درحقیقت آنچہ برا است ازما است۔ ہمارے ہاں
 رٹائی کے وقت ہمارے لیڈر نے اتنا تو کہا کہ کفار نے لا الہ الا اللہ کہنے والی قوم کو دعوتِ مبارک
 دی ہے۔ اگرچہ ہمیں اور جہازوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ مگر اسرائیل کے مقابلہ میں یقیناً غالب
 ہو جاتے۔ مگر رابطہ اپنے مرکز اور پاؤں سے توڑ دیا۔ یہاں کے لوگ حقوڑے عرصہ کے لئے
 بدل گئے۔ خدا کی طرف راغب ہوئے تو خدا نے ذلت اور رسوائی سے بچایا۔ مگر یہاں کی حالت بھی

بعد از جنگ تیزی سے بدل گئی۔ عوام اور خواص سب اپنی پرانی روش پر آگئے اور نہ ان باب اقتدار خدا کی اس نعمت کے شکر گزار ہوئے۔ بلکہ خدا کے غضب کو دعوت دینے والی باتوں پر اڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ دوبارہ آزمائش اور امتحان نہ لائے۔ ورنہ خدا کی گرفت کا خطرہ ہے۔ مسلمانوں کی قوت و طاقت یہ حضور کی اتباع اور وابستگی میں ہے۔ ان کی سنتوں پر چلنے میں ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز مجدد اول خلیفہ بنے تو حکام اور عمال کے نام خط بھیجا کہ اگر میری خلافت میں حضور کی ایک سنت زندہ ہو جائے اور اس کے لئے عمر کے بدن کا ریزہ ریزہ ہو جائے اور ساری حکومت چلی جائے۔ پھر بھی اسے کامیابی سمجھوں گا۔ اور اگر ساری دنیا کی بادشاہی میرے قبضہ میں ہو مگر حضور کی کوئی سنت مٹ جائے تو عمر کامیاب نہیں۔ خداوند تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ تمہاری غمی اور شادی اور گھر ملیو معاملات، اجتماعی تعلق کس شکل پر ہے۔ وہ پوچھیں گے میں نے تمہارے پاس ایک نمونہ بھیجا تھا اور تم نے اس نمونہ کو اپنا معیار بنایا یا نہیں؟ بعد کات لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بے شک تمہارے لئے رسول کریم میں بہترین نمونہ ہے۔

تم درزی کو کپڑے دیتے ہو اور نمونہ بھی اس کے سامنے رکھ دیتے ہو کہ اسی طرح کپڑا چاہتے ہیں۔ خدا نے ہمیں نمونہ دیا کہ زندگی کو اس کے مطابق ڈھال کر میرے پاس لوٹنا۔ جن لوگوں نے اس صورت کو اپنایا وہ کروڑوں پر بھاری ہوئے۔ ۳۱۳ ہجری میں ۷۰۰ اُحد میں اور ۳۰۰۰ خندق میں مگر ہزاروں کو شکست دیتے ہیں۔ اور آج ستر کروڑ ہیں۔ مگر اسوۃ حسنہ بنایا ہے۔ امریکہ اور روس کو تو اندر سے کھوکھلے ہیں اور سمندر کی بھاگ اور خس و خاشاک کی مانند ہیں۔ روس اور امریکہ اور دوسرے کفار جو بانڈوں کے ہاتھ میں تاش کے پتے بن کر رہ گئے ہیں۔ کبھی ایک کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ کبھی دوسرے کو۔ ہمارے مخلص اور خیر خواہ تو صرف اور صرف حضور اقدس ہیں۔ ان کے ساتھ اگر تعلق ہے تو کامیابی ہوگی۔ ورنہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاموشی عبادت ہے بغیر محنت کے۔ عبیدیت ہے بغیر سطنت کے۔ قلعہ ہے بغیر دیوار کے۔ فتحیابی ہے بغیر ہتھیار کے۔ آرام ہے کرنا کا تبین کا۔ قلعہ ہے مومنین کا۔ شیوہ ہے عاجزوں کا۔ دبدبہ ہے حکمتوں کا۔ جواب ہے جاہلوں کا۔ (امام غزالیؒ)